فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

دین سے متعلقہ ہر وُہ کام جس کا سبب زمانۂ رسول ؐ میں موجود تھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود کیا اور نہ امت کو اس کے کرنے کا حکم دیا ——— اور جس کی علامت یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جسے درخورِ اعتنا نہ جانا اور تابعینِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کے دور میں بھی اس کا کچھ اتہ پتہ نہیں ملتا، بدعت کہلاتا ہے ——— کیونکہ یہ تین زمانے خیر القرون میں شمار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ!" (بخاری و مسلم)

کہ "تمام ادوار سے بہتر میرا یہ دور (رسالت) ہے، پھر وُہ لوگ جو اس کے قریب تر ہوں اور پھر وُہ لوگ جو اُن کے قریب تر ہوں!"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدعت کی تعریف و وعیدیوں بیان فرمائی ہے:

"اِنَّ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ!" (مسلم، نسائی وغیرہ)

کہ "بدترین کام وُہ ہیں جو دین میں نئے داخل کیے جائیں ——— ایسا ہر کام بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر بدعت جہنم میں جھونکی جائے گی!"

نیز اس کے ردّ میں فرمایا:

"مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ!" (بخاری و مسلم)

کہ "جس نے ہمارے (دینی) امور میں کوئی نیا شوشہ چھوڑا، جس کو (ظاہر ہے) دین سے کوئی تعلق نہیں، ایسا کام مردود ہے!"

—— اور کیوں نہ ہو، کسی بدعت کا بانی یا اس پر عمل پیرا گویا عملی طور پر یہ دعوے کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی بات امت سے چھپائی یا آپؐ نے دین سارے کا سارا امت تک نہیں پہنچایا —— حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مشہور خطبہ حجۃ الوداع میں کم و بیش ڈیڑھ لاکھ صحابہ کرامؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا:

"وَاَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّیْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ؟"

کہ "تم سے (روزِ قیامت) میرے بارے میں (تبلیغِ دین سے متعلق) سوال ہوگا تو تم کیا جواب دو گے؟"

تو تمام صحابہ کرامؓ نے بیک زبان فرمایا تھا:

"نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ رِسَالَاتِ رَبِّكَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ!"

کہ "اے اللہ کے رسولؐ، ہم گواہی دیں گے، آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے تمام پیغامات (ہم تک) پہنچا دیے، حق ادا کر دیا اور امت کی پوری پوری خیرخواہی فرما دی!"

اس پر آپؐ نے اپنی انگشتِ شہادت کو آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے اور پھر اُسے لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے فرمایا:

"اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ —— اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ!"

کہ "اے اللہ، اس بات پر گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا!"

پھر اسی حجۃ الوداع کے موقع پر اس آیۂ مبارکہ کا نزول آپؐ کی اس ادائے نصیحت اور ابلاغِ دین پر مہرِ تصدیق ہے کہ:

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا!"

"(لوگو) آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا (کہ اس میں کمی بیشی کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں) اپنی نعمتوں کا اتمام کر دیا اور تمہارے لیے میں نے دینِ اسلام کو پسند فرما لیا ہے!"

مزید برآں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہایت واضح الفاظ میں فرمایا:

"مَا تَرَكْتُ شَيْئًا يُقَرِّبُكُمْ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا وَقَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَمَا تَرَكْتُ شَيْئًا يُبْعِدُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَيُقَرِّبُكُمْ إِلَى النَّارِ إِلَّا وَقَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ"

کہ "میں نے کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی جو تمہیں اللہ کے قریب کر سکتی ہو، مگر میں تمہیں اس کا حکم دے چکا ہوں —— اور میں نے کوئی ایسی بات بھی ترک نہیں کی جو تمہیں اللہ سے دُور کر دے اور جہنم سے قریب کر دے، مگر میں نے تمہیں اس سے منع بھی کر دیا ہے!"

پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تیئیس سالہ دورِ نبوت کے شب و روز کا ہر لمحہ گواہ ہے کہ آپؐ نے تبلیغِ دین کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا، کوئی پہلو تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑا اور اس سلسلہ میں کوئی دقیقہ آپؐ نے اٹھا نہیں رکھا —— حدیثِ رسول اللہ کے آئینہ میں آج بھی وُہ منظر ہمارے سامنے ہے۔ جب آپؐ کے لختِ جگر حضرت ابراہیمؓ آپؐ کی گودِ مبارک میں اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر چکے ہیں، آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اور زبانِ مبارک پر یہ الفاظ کہ:

"إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ"!

یعنی "آنکھیں اشکبار ہیں اور دل غم سے لبریز، تاہم اپنی زبان (مبارک) سے ہم ایسی کوئی بات نہیں نکالیں گے جو ہمارے رب کی ناراضگی کا باعث بنے!"

غور فرمائیے، جس معلّمِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پیارے بیٹے کی جُدائی پر اس حزن و اضطراب کے عالم میں بھی تبلیغِ دین کا یہ نقطہ نظر انداز نہیں فرمایا کہ ایسے موقعوں پر کوئی انسان اگرچہ غمزدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور آنکھوں پر بھی کسی کا بس چلتا ہے، تاہم واویلا، چیخ پکار اور ایسے الفاظ منہ سے نکالنا جو بے صبری کے غماز ہوں، کسی طرح بھی روا اور مناسب نہیں! —— ایسے ہادیٔ کاملؐ کے متعلق یہ سوچنا کہ اس نے دین کی بعض باتیں تو ہم تک پہنچا دیں اور بعض کو آپؐ گول کر گئے، جبکہ بدعات کا مرتکب یا کسی ایسے کام کو دین سمجھنے والا، جس کو آپؐ نے نہ خود کیا، نہ دُوسروں کو اس کا حکم فرمایا، گویا اپنے طرزِ عمل سے آپؐ پر یہی الزام لگاتا اور اللہ ربّ العزت کے کلامِ مجید کو بھی، کہ جس نے تکمیلِ دین کی خوشخبری ہمیں سنائی ہے، جھٹلاتا ہے —— تو پھر ایسا کام مردود کیوں نہ ہو گا؟ —— بدعت کیوں نہ کہلائے گا؟ —— بدعت ضلالت سے کیونکر تعبیر نہ ہو گی اور ایسی ضلالت کا ٹھکانا

جہنم نہیں تو اور کیا ہو گا؟

——— اور دین میں کسی نئے کام کو رواج دینے والا گویا یہ دعوٰی بھی کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کے علاوہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) تو اس نیکی کے حصول سے محروم رہے مگر وہ اس سے باسعادت ہوا ——— حالانکہ ایک مسلمان کا یہ ایمان ہونا چاہیے کہ کوئی نیکی ایسی نہیں جسے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اختیار نہیں فرمایا اور اسی طرح کوئی برائی ایسی نہیں جس سے آپؐ نے اجتناب نہ فرمایا ہو ——— پس ظاہر ہے، یہ دعوٰی بھی کہ جس نیکی کی سعادت سے آپؐ تو محروم رہے لیکن یہ اس امتی کے حصہ میں آگئی، اس قدر گستاخی پر مبنی ہے کہ اس کی سزا بھی جہنم ہی ہو سکتی ہے!

——— اور کسی ایسے کام کو، جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول و فعل سے مشروعیت حاصل نہیں، دین کا حصہ سمجھنا گویا یہ دعواے کرنے کے مترادف بھی ہے کہ شارع اللہ رب العزت نہیں، بلکہ وہ شخص ہے جس نے دین میں اس نئے کام کو داخل کیا ہے ——— بالخصوص اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دین پورے کا پورا ہم تک پہنچا دیا، اللہ رب العزت نے اس کی تصدیق فرما دی اور ہر وہ کام جس کو آپؐ نے خود کیا یا دوسروں کو اس کے کرنے کا حکم دیا، شریعت ہے ——— "وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ!"

——— اور ظاہر ہے، اللہ رب العزت کی بجائے خود شارع ہونے کا دعواے کرنا بھی جہنم رسید کرنے کے لیے کافی ہے!

پھر یہ بات اس گستاخی پر بھی مبنی ہے کہ گویا جو بات اللہ رب العزت کو نہ سوجھی، رسول ﷺ کی سمجھ میں نہ آئی، صحابہؓ کرام اس کو پانے میں ناکام رہے (العیاذ باللہ) یہ سوجھی تو اُسے، جسے یہ بھی معلوم نہیں کہ اللہ ذوالجلال نے احکام رسول اللہ سے اختلاف رکھنے والوں کیلیے کیا سزا مقرر فرمائی ہے:

"فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ!"

کہ "ان لوگوں کو، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کی مخالفت کرتے ہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ ان کے کرتوتوں کی بنا پر ان کو کوئی

فتنہ یا (اللہ رب العزت کی طرف سے) کوئی دردناک عذاب اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔!"

نیز فرمایا:

"وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا!"

کہ "جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مخالفت کی ٹھانی، اس کے باوجود کہ ہدایت کی تبلیغیں اس کے لیے ہو چکی ــــ اور وہ مومنوں کی راہ چھوڑ کر کسی اور ہی راہ پر نکل کھڑا ہوا، ہم اسے ادھر ہی پھیر دیں گے جس طرف کا وہ رُخ کر چکا ہے ــــ اور (بات یہیں تک محدود نہ رہے گی بلکہ) ہم اسے جہنم میں (بھی) داخل کریں گے جو کہ بہت ہی بُری جگہ ہے!"

پس کتاب و سنت کی ان نصوصِ صریحہ کے باوجود، اے وہ لوگو کہ عید میلاد النبی کو دین کا ایک حصّہ سمجھ کر اس تقریب کو منانے کا باقاعدہ اہتمام کرتے ہو، کیا تم نے کبھی یہ سوچا کہ دانستہ یا نادانستہ رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر تم یہ الزام عائد کر رہے ہو کہ دین کی یہ بات آپؐ نے امت سے چھپالی تھی یا دین پورے کا پورا ہم تک نہیں پہنچایا ــــ کیا عشق و محبتِ رسولؐ کا یہی تقاضا اور یہی انداز ہیں؟ ــــ کیا تم کل کو روزِ محشر خدا تعالیٰ کے سامنے بھی یہی بات کہو گے کہ آپؐ نے معاذ اللہ دین کو ہم تک پہنچانے میں بخل سے کام لیا اور ایک بہت بڑی نیکی کے حصول سے ہمیں محروم رکھنے کی کوشش کی لیکن ہم نے بالآخر اسے تلاش کر ہی لیا اور اس سعادت سے سعادت مند ہونے کا حق ادا کر دیا ــــ اور کیا تم اس روز (العیاذ باللہ) اللہ رب العزت کو بھی جھٹلانے کی جرأت کرو گے کہ "اے اللہ، تکمیلِ دین اور اتمامِ نعمت کی وہ بات غلط تھی جو دُنیا میں اپنے رسولؐ کے ذریعے تو نے ہم تک پہنچائی تھی، لہٰذا ہمیں نہ تیرے قرآن پر اعتماد تھا نہ تیرے رسولؐ پر، یہی وجہ تھی کہ ہم نے بڑی جرأت سے کام لے کر اس نیکی کو، جسے تو نے اور تیرے رسولؐ نے امتِ مسلمہ کی نظروں سے مخفی رکھا تھا، دُنیا والوں کو اس سے روشناس کرایا کہ تیرے رسول کی محبت کا یہی تقاضا اور تجھ پر ایمان لانے کا بھی یہی مقصود تھا

اور جس کے سامنے دیگر تمام عبادات بھی ہیچ تھیں، یہی وجہ تھی کہ ان تقریبات کے لیے ہم نے ان لوگوں کو بھرتی کیا جن کو نماز روزہ سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا، لیکن سینما ہال اور تھیٹروں، کلبوں کے تربیت یافتہ نونہالانِ قوم ان تقریبات میں خوب خوب رنگ بھر سکتے تھے ـــــ اور اے ربِ ذوالجلال، ہم نے اس اندازِ عشق و محبت سے انکار کرنے والوں کو بھی معاف نہیں کیا اور ان کو گالیاں تک دے ڈالیں کہ دعوے تو امتِ محمدیہ میں سے ہونے کا کرتے تھے لیکن ان سے یہ تک نہ ہو سکا کہ اپنے نبیؐ کا یومِ ولادت ہی منا سکیں ـــــ یہی وجہ تھی کہ اے الٰہ العالمین، ہم نے مساجد میں کھڑے ہو کر علی الاعلان رسول اللہ کے ان "انکاریوں" پر کفر کے فتوے لگائے انہیں گستاخِ رسولؐ قرار دیا، رسول اللہ کے دشمن گردانا کہ انہیں رسول اللہ کی ولادت پر کوئی مسرت نہ ہوئی تھی ۔ بس انہیں مطلب تھا تو تیرے رسولؐ کی بعثت سے، جس کا احسان اگرچہ تو نے بھی اپنے کلام مبارک میں جتلایا ہے (لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ـــ الآیۃ) لیکن جس سے ہمیں کوئی سروکار نہ تھا ـــــ چنانچہ ان لوگوں کو امتیاز کے طور پر ہم نے "وہابی" کے خطاب سے نوازا کہ یہ جہاں بھی جاتے تھے اللہ کی صدائیں بلند کیا کرتے تھے ـــــ اور یہ اس لیے، تاکہ لوگ ان سے خبردار رہ کر ان کے قریب تک نہ پھٹکیں ـــــ ہم نے لوگوں پر یہ بات واضح کر دی تھی کہ یہ لوگ حدیث رسول اللہ بیان کریں، خواہ قرآن پڑھیں، ان پر اعتماد نہ کرنا ـــــ لہٰذا تم اس وقت ڈھول پیٹا کرو، ریکارڈنگ سے ان کی سمع خراشی کرو، ان کو جلانے اور کڑھانے کے لیے جلوس نکالا کرو، اگر یہ اس پر اعتراض کریں تو تم ان لغویات میں مزید رنگ بھرو، میلاد النبیؐ کے جلوسوں میں اونٹوں کی قطاریں لگا دو کہ ان جانوروں کو سرزمینِ عرب سے خصوصی نسبت حاصل ہے ـــــ اس پر معترض ہوں تو بیلوں کی قطاریں کھڑی کر دو، پھر بھی باز نہ آئیں تو ان بیلوں کو چھکڑوں کے ساتھ باندھ دو اور لائنیں جما دو، اس پر بھی اعتراض کریں تو ان چھکڑوں پر بندروں کو سوار کر دو اور گراموفون سے وہ طوفانِ بدتمیزی مچاؤ کہ الامان والحفیظ! ـــــ اور اگر اب بھی کہیں سے "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کی آواز سنائی دے تو بیلوں اور اونٹوں کو چاندی کے اوراق سے ڈھک دو، رنگ برنگی جھنڈیاں لگاؤ، چراغاں کرو، دوکانوں کو، مکانوں کو، بازاروں کو، منڈیوں کو سجا ڈالو ـــــ اپنے پیارے رسولؐ کی ولادت کی خوشی میں اسراف و تبذیر کا بازار اس قدر گرم کرو کہ اللہ کے قرآن کی اس آیت "اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ" کا اصل مفہوم ان لوگوں پر واضح

ہو جائے تاکہ دیکھنے والے دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھیں کہ دیکھو، یہ ہیں رسول اللہ کے چہیتے، شمع رسالت کے پروانے، عاشق صادق —— جنھیں رسولؐ اللہ کی ولادت کی خوشی میں اپنے آپ کا بھی ہوش نہیں رہا (کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم!) —— قرآن تک کو پیچھے چھوڑ گئے، رسول اللہ سے آگے نکل گئے، صحابہؓ کو مات کر گئے، ائمہ کو بھول گئے —— اور! —— اور اس طرح اے خالق ارض و سماء، ہم نے تیرے سچے قرآن کی اس آیت کریمہ کی عملی تفسیر دنیا والوں کے سامنے پیش کر دی:

"لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ!"

کہ "(رسول اللہ کے ان انکاریوں سے) قرآن مت سنو، لغویات کا سہارا ڈھونڈو شاید اسی طرح تم (ان "مخالفین" رسول اللہ پر) غالب آجاؤ!"

—— العیاذ باللہ!

مندرجہ بالا پیراگراف لکھ کر ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی کہ واقعات کی سچی تصویر یہی ہے، حقائق اتنے ہی تلخ ہیں اور اس کے نتائج بھی وہی ہیں جو ہم نے ذکر کیے ہیں —— لہٰذا ان حرکتوں پر، کہ ہر سال ربیع الاول کے مہینہ میں جن کے تم مرتکب ہوتے ہو، تمہیں کوئی شرمساری نہیں بلکہ فخر ہے تو اس کے نتائج بھگتنے کے لیے بھی تمہیں تیار رہنا چاہیے —— اور اگر یہ صورت حال تمہارے لیے واقعی پریشان کن ہے تو ہمارا مقصود بھی ان حقائق کے ذکر سے تمہاری ہمدردی اور خیر خواہی ہے، کہ توحید کے نشتر سے بدعات کے ان رستے ہوئے ناسوروں کو چھیڑ کر ان پر سنت رسولؐ کا طمانیت بخش مرہم رکھیں اور جب تم صحتیاب ہو کر اپنا سفر حیات نئے سرے سے شروع کرو تو اس راستہ کا انتخاب کر سکو جو جنت کی طرف جاتا ہے اور اس سے اجتناب برتو جو سوئے جہنم چلا جاتا ہے! —— اور اگر تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ ولادت رسولؐ کی خوشیاں منانے کی سزا جہنم کیونکر ہو سکتی ہے، کہ یہ تو خالص عشق و محبت کی داستان ہے، اگر ہم مسجدوں اور بازاروں کو اس موقع پر سجا لیتے ہیں تو اس میں دین میں اضافہ کی بات کہاں سے در آئی؟ —— تو ہم یہ وضاحت کرنا چاہیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق، دین سے الگ کوئی چیز نہیں ہے —— لہٰذا یہ یقیناً دین ہی میں اضافہ ہے اور نیکی کی بجائے بدعت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

اپنی نبوی حیثیت کے تیئیس سال اس دنیا میں گزارے لیکن آپ نے اپنی عمرِ عزیز کے اس پورے دور میں اپنی ولادت کا دن یا سالگرہ منانے کا کبھی اہتمام نہیں فرمایا اور قرآنِ مجید میں یہ بات تنبیہ کے انداز میں فرمائی گئی ہے:

"یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ!"

کہ "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ سے آگے نکلنے کی کوشش مت کرو"

مزید فرمایا:

"لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ!"

کہ "پیارے رسولؐ کی آواز سے اپنی آواز بلند کرنے کی کوشش نہ کرو ...... مبادا کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں اس کا احساس تک نہ ہو سکے!"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب اس دنیا میں موجود نہیں، مگر آپؐ کی رسالت باقی ہے، تو پھر اس آیت کا مطلب یہی ہوگا کہ آپؐ کے فرامین ــــ آپؐ کے بتائے ہوئے دین میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کرنے کی کوشش مت کرو، کہ یہ بات تمہارے اعمالِ صالحہ کی بربادی کا موجب بھی بن سکتی ہے!

ــــ رسولؐ اللہ کے علاوہ اب آپؐ کے اہل بیت کو دیکھیے ــــ ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰؓ، ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ، اسی طرح دیگر تمام امہات المؤمنینؓ اور بنات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے کسی نے بھی اس طرف توجہ مبذول نہیں فرمائی ــــ صدیقِ اکبرؓ کا پورا دورِ خلافت، فاروقِ اعظمؓ کا زمانہ، عثمان غنیؓ اور علی مرتضیٰؓ کا پورا دورِ خلافت بھی ان تقریبات سے خالی نظر آتا ہے ــــ بلکہ تمام صحابہ کرامؓ اور تابعینِ عظامؒ کے پورے دورِ حیات میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، نہ انہوں نے یومِ میلاد کا اہتمام فرمایا، نہ اس دن مشعلیں روشن کیں، تو کیا یہ لوگ معاذ اللہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوی حیثیت سے ناآشنا حبِ رسولؐ سے محروم، بالکل ہی بے ذوق، ولادتِ رسول اللہ کی خوشیوں کے انکاری، دین سے ناواقف اور اس کے تقاضوں اور دواعی سے بے خبر تھے کہ یہ بات ان کی سمجھ میں نہ آسکی؟ ــــ یا کیا آپ عقیدت و محبت میں ان حضرات سے بھی آگے نکل گئے ہیں؟ ــــ کیا یہ بات بجائے خود بھی ایک بہت بڑی گستاخی نہیں؟ ــــ پھر لطف یہ کہ ائمہ اربعہ میں سے بھی کسی نے

اس طرف توجہ نہیں دی، تو پھر تقلیدِ ائمہ کے وہ فخریہ دعوے کیا ہوئے کہ جن کی بناء پر غیر مقلد ہونا ایک طعن اور گالی بن چکا ہے؟ ——— اور مقلد (نقال) ہونے کا ہمیں کوئی شوق بھی نہیں، لیکن خدارا یہ تو سوچو کہ اس صورت میں ائمہ کو "نہ ماننے" کا مرتکب کون ٹھہرتا ہے؟ ——— آخر کسی دعویٰ میں تو سچائی اور دلیل کا کوئی شائبہ ہی موجود ہونا چاہیے ——— اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یقیناً یہ بات قابلِ غور ہے کہ جس راستہ پر تم سرپٹ دوڑے چلے جارہے ہو، وہ کس طرف کو جاتا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس دن اگر کوئی عمل ثابت بھی ہے تو یہ کہ آپ نے اس دن روزہ رکھا ہے ——— جیسا کہ آپؐ ہی کے اس ارشادِ گرامی سے معلوم ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے "یوم الاثنین" کے روزے کے متعلق استفسار کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: "فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ!" (مسلم عن ابی قتادۃ)

کہ "اس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا!"

لیکن آپؐ ہی نے عید کے دن روزہ رکھنے سے منع بھی فرمایا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

"إِنَّ هٰذَانِ يَوْمَانِ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمَ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْآخَرُ يَوْمَ تَأْكُلُوْنَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ!" (متفق علیہ)

کہ "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عیدین کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا کہ ان میں سے ایک دن تو ایسا ہے جس میں تمہارے (رمضان) کے پہلو سے افطار ہوتا ہے اور دوسرا ایسا کہ جس میں تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو!"

ان ہر دو فرامینِ رسولؐ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ عید کے دن روزہ نہیں اور روزہ کے دن عید نہیں، تو پھر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھا ہے تو یہ "عید میلاد النبیؐ"، کہاں سے آگئی؟

علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عجمی عیدوں کے مقابلے میں فرمایا تھا:

"قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا يَوْمَ الْأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ." (رواہ ابوداؤد والنسائی وصححہ الحافظ)

کہ "(عجمی عیدوں کے مقابلے میں) اللہ تعالیٰ نے تمہیں بو نعم البدل عطا فرمایا ہے،

وہ عیدِ قربان اور عید الفطر ہے ؛"

حضور کے اس ارشادِ گرامی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں عیدیں صرف دو ہیں ــــ پھر یہ تیسری کہاں سے آگئی ؟ ــــ اگر یہ اسلامی عید ہے تو پھر اس کا ثبوت یا اس اشکال کا کوئی حل، کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر اس تیسری عید میلاد سے بے خبر رہے تو آپ کو اس کی خبر کیونکر ہو گئی ؟ یا اب تشریع کا اختیار خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں دے دیا ہے، یا اب آپ بھی نبوت کے منصب پر سرفراز کر ڈالے گئے ؟ ــــ اس صورت میں بتائیے کہ لفظ "خاتم النبیین" کے کوئی معنے اور " لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا کوئی امتیاز باقی رہ جاتا ہے ؟

روزہ رکھنے والی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسی روز جس دن آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، آپ پر قرآن مجید کا نزول بھی ہوا، تو پھر کیا اسی دن اسی قرآنِ کریم کی صریح خلاف ورزی مثلاً کھیل تماشہ، راگ رنگ، اسراف و تبذیر، لغویات (اور اب تو بات فواحش تک پہنچ چکی ہے) یہ حرکتیں کیا غضبِ خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف نہیں ؟ ــــ آہ ! ــــ "کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ جب تم (اس) کھیل تماشہ میں مصروف ہو تو اللہ کا عذاب اچانک تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لے ۔" اور یہ اسی قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کا ترجمہ ہے جو اسی دن نازل ہوا تھا اور جس کی مخالفت کر کے تم اس کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہو :

"اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ؛"

خدا کے بندو، اس "عید میلاد النبی" کی تقریبات اب جن حدود کو چھو رہی ہیں، یہ محض ایک فرقہ وارانہ مسئلہ نہیں رہا ــــ تم خود سوچو کہ اس کی ابتداء کہاں سے ہوئی تھی اور اس کی انتہاء کیا ہے ؟ ــــ ان تقریبات نے کتنے رخ بدلے ؟ کیسے کیسے انداز اختیار کیے ؟ کیا اللہ کا دین متبدل ہے ؟ ــــ کیا یہ آئے دن بدلتا ہی رہے گا ؟ ــــ کل یہ یوم، یوم وفات تھا، آج میلاد النبی ہے ــــ پرسوں یہ علم و فضل کی محفلیں تھیں تو کل یہ جلوسوں سے عبارت رہا ــــ آج اگر چراغاں تک بھی نوبت پہنچی ہے، میلے اور جشن کا سماں طاری ہے اور مرد و عورت کے باہم آزادانہ اختلاط تک بات جا پہنچی ہے تو آنے والے کل سے تم کیسے یہ توقع رکھ سکتے ہو کہ یہ تقریبات کسی اور برائی کو دعوت نہیں دیں گی ؟ ــــ بدعت کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ یہ آئے دن نت نئے روپ بدلتی رہتی ہے، ذرا اس کسوٹی پر بھی اسے پرکھ دیکھو کیا ان تقریبات میں نت نئی تبدیلی ہمارے اس دعوے پر مہرِ تصدیق ثبت نہیں کرتی، کہ یہ

بدعت ہے اور رسول اللہ نے فرمایا: "ہر بدعت گمراہی ہے! اور ہر گمراہی جہنم کی نذر ہوگی:
كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ!"

اور اس مسئلہ پر ایک اور انداز سے غور کرنا بھی ضروری ہے ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ مورخین نے ان اختلافات کو سامنے رکھتے ہوئے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ صحیح تاریخ پیدائش ۹ ربیع الاول ہے (رحمۃ للعالمین از قاضی سلمان منصور پوری، تاریخ اسلام از مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی) ــــ تو پھر یہ سوال کیوں نہیں اٹھایا جا سکتا کہ ۹ کی بجائے ۱۲ ربیع الاول کو خوشیاں منانے کی کیا تُک ہے؟ ــــ اور اگر یہ تسلیم کر ہی لیا جائے کہ ولادت ۱۲ تاریخ کو ہوئی تھی، تو آپؐ کی وفات کا دن بھی تو یہی ۱۲ ربیع الاول ہے ــــ اس پر یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ یہ خوشیاں رسول اللہؐ کے دُنیا پر تشریف لانے کی ہیں یا رسول اللہ کے دُنیا سے اُٹھ جانے کی؟ ــــ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اب تاریخوں کو چھوڑیئے کہ تاریخوں میں اختلاف ہے لیکن یوم ولادت اور یوم وفات میں قطعاً اختلاف نہیں ــــ یہ بہرحال "یومُ الاثنین" (سوموار کا دن) ہے ــــ لیکن آپ کی یہ عید میلاد النبی کبھی منگل کو آتی ہے تو کبھی بدھ کو! ــــ آخر اس اونٹ کی کوئی کل سیدھی بھی ہے یا نہیں؟ ــــ اے علمائے امت، کہ جن کے پیٹ کا یہ مسئلہ ہے، تم دلائل سے اسقدر تہی دامن اور عاجز ہونے کے باوجود بھی اس عید کو منانے اور منوانے پر مصر کیوں ہو کہ جس کی بناء پر خدا تعالیٰ کی نافرمانی، رسول اللہ کی مخالفت، کتاب وسنت سے انکار، تعامل صحابہؓ سے انحراف کی نوبت آئی اور مسلمان اغیار کے مذاق کا نشانہ بھی بنتا ہے کہ کوئی عیسائی یا یہودی ان کرتوتوں کو دیکھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ کیا ان کے نبیؐ کی تعلیمات یہی تھیں؟ ــــ کیا ان مسلمانوں کے ہاں اتباعِ رسولؐ کا معیار یہی ہے کہ جن حرکتوں سے ان کے رسولؐ نے انہیں سختی سے منع فرمایا ہے، یہ اسی رسولؐ سے محبت وعقیدت کی آڑ میں اس کے ارشادات سے کھیل جاتے ہیں! ــــ اور وہ تم سے یہ بھی پوچھ سکتے ہیں کہ جس نبیؐ نے بھیک مانگنے اور دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کو ناروا اور نامناسب بتلایا تھا، اور جس کا تم فخریہ ذکر کرتے ہو، اسی نبیؐ کا یوم ولادت تم لوگوں سے بھیک مانگ کر اور چندے جمع کر کر کے مناتے ہو، اگر تمہیں اظہارِ محبت کا اسی قدر شوق ہے تو اس شوق کی متحمل تمہاری اپنی ذاتی کمائی کیوں نہیں ہوتی؟ ــــ

کیا تمہاری ذاتی کمائی اس قابل نہیں یا تم رسول اللہ کو چندوں کے مال پر ٹرخانا چاہتے ہو؟ —

اور پھر یہ چندہ بھی صرف عوام پر کیوں ہے، "علماء کرام" اس سے مستثنیٰ کیوں ہیں؟ ہم ———

اور ہم بھی کہتے ہیں کہ خدارا پوری قوم کو بانگٹ مت بناؤ، کہ یہ بات مسلمانوں کے وقار کے بھی منافی ہے!

مسلمانو! یہودی عاشورے کے دن روزہ رکھا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کی: اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعونیوں سے نجات بخشی اور فرعونیوں کو غرق کیا تھا، اس پر موسیٰؑ نے شکرانے کے طور پر روزہ رکھا اور ہم بھی اس خوشی میں روزہ رکھتے ہیں —— سنو، مسلمانو، تم یقیناً اس بات کے دعویدار ہو کہ تم خیر الامم ہو، یہودیوں کے دین سے تمہارا دین بہتر ہے، پھر اگر یہود اپنے نبیؑ کی سنت میں اس دن روزہ کا اہتمام کرتے تھے، تو تمہیں بھی رسول اللہؐ کا اس قدر پاس تو ہونا چاہیے کہ سوموار کو روزہ نہیں رکھ سکتے تو کم از کم ان بدعات سے مجتنب ہی رہو، یا تم روزِ قیامت، حوضِ کوثر پر ساقیٔ کوثر کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ سُن کر ضرور ہی تشنہ کام لوٹنا چاہتے ہو:

"سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ!"

"دُور ہو جاؤ، دُور ہو جاؤ میری نظروں سے اے وہ لوگو، کہ جنھوں نے میرے بعد میرے دین کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا تھا!"

آخر میں ہم صدرِ مملکت کو بھی ایک بات یاد دلانا ضروری سمجھتے ہیں —— گزشتہ یومِ آزادی پر انہوں نے کہا تھا کہ:

"پاکستان کا مطلب کیا؟ —— لا الٰہ الا اللہ!" —— یہ نعرہ ادھورا ہے، —— لہٰذا اس کی تکمیل یُوں ہونی چاہیے کہ:

"پاکستان کا مطلب کیا؟ —— لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ!"

یہ بات اگرچہ ایوانِ حکومت سے شائد پہلی دفعہ گونجی ہے اور شاید یہ خیال سب سے پہلے آیا بھی انہی کو ہے —— اور ہم اس خوش فہمی میں بھی مبتلا نہیں رہنا چاہتے کہ جب "لا الٰہ الا اللہ" کے تقاضے وہ اپنے دورِ اقتدار میں پورے نہیں کر سکے کہ بہشتی موریوں اور غسلِ قبور ایسی شرکیہ رسوم کو اُن کے دور میں کچھ زیادہ ہی عروج حاصل ہوا ہے، تو وہ "محمد رسول اللہ" کے تقاضے کیونکر پورے کریں گے؟ —— تاہم ان سے یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ جب آپ نے یہ بات

منہ سے کہہ ہی ڈالی ہے تو اس کو عملی جامہ پہنانے میں آپ کو تامل کیوں ہے؟ ــــ یا کم از کم رسول اللہ کی ان نافرمانیوں کو حکومت کی سرپرستی کیوں حاصل ہے؟ ــــ ورنہ کرنے کا کام تو یہ ہے کہ جہاں "لا الٰہ الا اللہ" کے تحت اس ملک پاکستان کو شرک کی نجاستوں سے آلودہ ہونے سے بچایا جانا چاہیے، وہاں "محمد رسول اللہ" کے تحت اسے بدعیہ رسوم سے نجات دلانا بھی ازبس ضروری ہے ــــ کرنے کا کام تو یہی ہے، اگر ولادت کی خوشیوں میں حکومت بھی شریک ہے تو اسی ربیع الاول سے اس مبارک کام کی ابتداء کیوں نہیں کی جاسکتی؟ ــــ اور علماء کرام لوگوں کو ان جہنمی وادیوں سے نجات دلانے کے لیے حکومت سے تعاون کیوں نہیں کر سکتے؟ ــــ پتہ تو چلے کہ جس رسولؐ کی ولادت کی انہیں خوشی ہے، اس کی بعثت کو بھی یہ اپنے لیے انتہائی مبارک تصور کرتے ہیں ــــ تاکہ اس کے خوشگوار نتائج کو دیکھ کر کوئی پکارنے والا پکار اٹھے:

"سچ فرمایا تھا، اللہ رب العزت نے:

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ!" ــــ وما علینا الا البلٰغ!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْكَرِيْمِ!

ــــــــــــــــ (اکرام اللہ ساجد)

ادعیۃ القرآن ــــ قرآن شریف کی ساری دعائیں مع ترجمہ و خواص؛
تقطیع ۲۲×۱۶ ـ صفحات ۱۰۰ ـ مجلد، ہدیہ ۱۵ روپے
مرتب و مترجم: شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ــــ اپنی ترتیب اور انوکھا پن کی بناء پر یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر اہل حدیث لائبریری و تعلیمی ادارہ میں اس کی ایک جلد موجود و محفوظ ہو۔

کتب خانہ وہابیہ
۴۲۴ بی ـ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ